

## 107283- اولیاء کرام کون ہیں اور ان کے درجات کی تفصیلات کیا ہیں؟

### سوال

محبے درج ذیل سوالات کا جواب چاہیے : 1) ولی کون ہوتا ہے ؟ 2) ولایت کے کتنے درجے ہیں ؟ 3) کیا اولیاء کرام کو "اصحاب اللہ" کہہ سکتے ہیں ؟

### پسندیدہ جواب

اولیاء اللہ کی دلیل اور واضح تعریف یہ ہے کہ یہ لوگ : اہل ایمان اور مرتضیٰ ہوتے ہیں، جو اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اللہ تعالیٰ کو اپنا نگران سمجھتے ہیں، چنانچہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں اور فوہی سے بچتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

**﴿اللَّٰهُ أَفْلَيَاءَ اللَّٰهِ لَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُنْ مَخْوَفُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا كَانُوا يَسْتَبِّنُونَ. لَمْ يَنْبَرُرُ فِي النَّجَٰةِ اللَّٰهُ يَا وَنِي الْأَنْجَٰةُ لَا تَنْبَرُونَ لِكَلَّاتِ اللَّٰهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾**

ترجمہ : یقیناً اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر بھی نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ عُمَلٰ ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رہے، ان کے لیے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی عظیم کامیابی ہے۔ [یونس : 62-64]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ "تفسیر القرآن العظیم" (4/278) میں لکھتے ہیں :

"یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ : اللہ کے ولی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ اختیار کیے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی یہی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ جو بھی مرتضیٰ ہے وہ اللہ کا ولی ہے؛ انہیں قیامت کے دن اور مستقبل کے بارے میں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا، نہ ہی وہاں جا کر انہیں دنیا کے متعلق کسی قسم کا غم ہوگا۔"

سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سمیت دیگر متعدد سلف صاحبین کہتے ہیں کہ : اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے، یہ بات ایک مرفوع حدیث میں بھی مذکور ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ انہیں دیکھ کر انہیاء اور شدائد بھی رشک کریں گے۔) کہا گیا : وہ کون ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ؟ ممکن ہے ہم بھی ان سے محبت کریں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (یہ وہ قوم ہے جو دوست یا نسب کی وجہ سے باہمی محبت نہیں کرتے، ان کے پھرے نور کے نہروں پر نور والے ہوں گے، جب لوگوں خوف میں ہوں گے انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا، اور جب لوگ عُمَلٰ ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہیں ہوگا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرمائی : **﴿اللَّٰهُ أَفْلَيَاءَ اللَّٰهِ لَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُنْ مَخْوَفُونَ﴾** یقیناً اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر بھی نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ عُمَلٰ ہوں گے۔ [یونس : 62] اس حدیث کو ابو داؤد نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ابی فیض نے اسے سلسلہ صحیح : (7/1369) میں صحیح قرار دیا ہے۔ "مختصر آخر تم شد"

### دوم :

انسان کے ایمان اور تقویٰ کے مطابق ولایت کا درجہ بھی مختلف ہوتا ہے، کیونکہ کوئی بھی مومن ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی ولایت، محبت اور قربت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملا ہوا ہوتا ہے، لیکن یہ حصہ انسان کے اپنے بدفنی اور قلبی اعمال صاحب کی مقدار کے مطابق کم یا زیادہ ہوتا ہے، چنانچہ ہم ولایت کے تین درجے بنائے ہیں :

1- اپنے آپ پر ظلم کرنے والا، ایسا مومن جو نافرمان بھی ہے، تو اس کے پاس ولایت کا درجہ اس کے ایمان اور عمل صاحب کے مطابق ہے۔

2- درجہ میانہ درجہ: یہ ایسا مونہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتا ہے، اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے، لیکن نوافل کی ادائیگی میں کسی قسم کی محنت نہیں کرتا، یہ درجہ سابقہ درجے سے بند ہے۔

3- نیکوں میں سبقت لے جانے والا، یہ ایسا مونہ شخص ہے جو فرائض کے ساتھ نوافل کی بھی پابندی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لیے قلبی عبادات کے ذریعے بُرا بند درجہ پالیتا ہے، یہ درجہ سابقہ درجے سے بھی بند ہے۔

اس سے آگے چلیں تو بوت؛ ولایت کا سب سے اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "مجموع الفتاویٰ" (10/6) میں کہتے ہیں: "لوگوں کی تین قسمیں ہیں: ظالم، درمیانے درجے کے لوگ، اور خیر کے کاموں میں آگے بڑھنے والے۔"

ظالم: اور امرکی تعمیل نہیں کرتا، اور ممنوعہ کاموں کا ارتکاب کرتا ہے۔

درمیانے درجے والا: جو صرف واجبات ادا کرتا ہے، اور حرام کاموں سے بچتا ہے۔

خیر کے کاموں میں آگے بڑھنے والا: جو حسب استطاعت واجب اور نفل نیکیاں بجالاتا ہے، اور حرام کاموں کے ساتھ مکروہ کاموں سے بھی بچتا ہے۔

درمیانے درجے والے اور خیر کے کاموں میں آگے بڑھنے والے کی برا ایساں مٹا دی جاتی ہیں، یا تو توبہ کی وجہ سے: کیونکہ اللہ تعالیٰ توہ کرنے سے والوں سے محبت فرماتا ہے اور پاکیہ رہنے سے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یا پھر گناہ مٹانے والی نیکوں کی وجہ سے ان کی برا ایساں مٹا دی جاتی ہیں، یا کفارہ بننے والی مصیبتوں کی وجہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں، یا کسی اور سبب سے ان کے کھاتے سے گنہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ دوسری اور تیسری قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی کیا ہے: ﴿اللَّٰهُ أَكْبَرُ﴾  
**خُوفٌ طِينٌ وَلَا هُمْ تَخْرُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَسْتَقْبَلُونَ﴾۔**

ترجمہ: بیقینا اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر کبھی نہ تو خوف ہو کا اور نہ ہی وہ ٹمکن ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رہے۔ [یونس: 62-63]

تو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی تعریف یہ بیان فرمائی کہ: وہ مونہ اور متفقی لوگ ہیں۔

لیکن یہی اللہ تعالیٰ کے اولیاء پھر دو قسموں میں تقسیم ہو جاتے ہیں: عام، اس میں درمیانے درجے والے لوگ آتے ہیں، اور خاص، اس میں نیکوں کے لیے آگے بڑھنے والے لوگ آتے ہیں، اور سابقوں میں سے بھی کچھ لوگ انتہائی اعلیٰ درجے کے مالک ہیں، جیسے کہ انبیاء کے کرام اور صدیقین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قسموں کا تذکرہ ایک حدیث میں کیا ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی کو تکلیف دی اس نے میرے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے اور میرا قرب حاصل کرنے کے لیے میرے بندے کے واسطے فرائض پر عمل سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے، میرا بندہ جب نوافل کے ساتھ میرا مزید قرب تلاش کرتا ہے تم میں اس سے محبت کرنے لگا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا قدم بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، تو وہ میرے لیے ہی سنتا ہے، اور میرے لیے ہی دیکھتا ہے، میرے لیے پکڑتا ہے اور میرے لیے ہی چلتا ہے۔ اور جب وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور جب پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کو کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مجھے مونہ کی روح کو قبض کرنے میں ہوتا کہ بندہ موت کو اچھا نہیں سمجھتا، اور میں بھی اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا لیکن موت کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں۔)

جگہ ظالم بھی اہل ایمان میں سے ہوتے ہیں، انہیں بھی کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کی ولایت اپنے ایمان اور تقویٰ کے مطابق حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اس بندے کے ساتھ اللہ کی ولایت کا متفاہ بھی اس کے فتن و فنور کے مطابق ہوتا ہے، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک ہی شخص میں ثواب کے لیے نیکاں بھی ہوں، اور عذاب کے لیے برا نیکاں بھی ہوں، تاکہ ایک ہی بندے کو ثواب اور عقاب دونوں دینا ممکن ہو۔ یہ موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام، ائمہ، اہل سنت و اجماعت اور ان لوگوں کا ہے جو اس بات کے قاتل ہیں کہ: جس کے دل میں بھی ذرہ برابر ایمان ہے وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ "ختم شد"

اشیع بن عثیمین رحمہ اللہ "فتاویٰ مسمۃ" (ص/83) میں لکھتے ہیں کہ:

"بہر مومن اور متفقی شخص اللہ کا ولی ہے، اور اگر کسی میں تقویٰ اور ایمان نہیں ہے تو وہ اللہ کا ولی بھی نہیں ہے، ہاں اگر اس کے پاس معمولی ایمان اور تقویٰ ہوا تو اتنی بھی مقدار میں اسے اللہ کی ولایت حاصل ہوگی۔" ختم شد

سوم:

ولایت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ وہ کسی کے قبضے میں ہو، نہ ہی یہ کوئی ایسی چیز ہے جو لوگوں میں سے صرف مخصوص طبقے کے لیے خاص ہو، نہ ہی یہ کوئی موروثی چیز ہے، نہ ہی یہ تمنوں کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، بلکہ در حقیقت ولایت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص مقام ہے جو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے شروع ہوتا ہے، اور پھر اس کا اظہار انسانی کردار میں عیاں ہو کر اسے اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا احتمار بنادیتا ہے۔

چہارم:

ولایت بھی بھی کسی ولی کو حرام کام کرنے کی اجازت نہیں دیتی نہ ہی کسی واجب کو ترک کرنے میں سوت و سوتی ہے، اگر کوئی شخص حرام کام کا ارتکاب کرے یا کسی واجب کو ترک کرے تو اس کا یہ عمل ولایت میں کمی کی دلیل ہے۔ اسی طرح ولایت اس چیز کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ لوگ جنہیں ولی قرار دیں۔ اور حقیقت میں وہ ولی نہ ہو۔ تو انہیں مقام نبوت تک پہنچا دیں، کہ ان کی کسی بات کو ٹال نہ سکیں، ان کی کسی بات پر سوال نہ اٹھا سکیں، نہ ہی ان کے خلاف اپنی رائے دے سکیں۔ یہ سب باتیں غلویں، اللہ تعالیٰ نے ان سے من فرمایا ہے، اور اسی کی وجہ سے لوگوں میں شرک یہ امور پھیلتے ہیں۔

بلکہ کچھ لوگ توحہ سے ہی تجاوز کر جاتے ہیں اور ولایت کے غلط مضموم اور اولیائے کرام کے غلط تصور کی وجہ سے شرک اکبر میں بٹلا ہو جاتے ہیں، چنانچہ لوگ انہیں دعاوں میں پکارنے لگتے ہیں، انہی کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں، اور ان کی قبروں کا طواف تک کرنے لگ جاتے ہیں!

پنجم:

اویائے کرام کے لیے "اصحاب اللہ" کا استعمال کیسا ہے؟ تو اس کے صحیح ہونے کی ہمیں کوئی دلیل نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ کے سب افضل ترین اویائے کرام، اللہ تعالیٰ کے رسول اور انہیاً نے کرام میں، ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں، پھر ان کے بعد آنے والے تابعی، پھر تبع تابعین وغیرہ ہیں۔ ہمیں کہیں ایسا نہیں ملا کہ ان تمام بزرگوں میں سے کسی کے لیے "اصحاب اللہ" کا لفظ استعمال ہوا ہو۔

البته رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل قرآن کو اہل اللہ کہنا ثابت ہے۔

چنانچہ مسند احمد: (11870) اور ابن ماجہ: (215) میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگوں میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کے اہل ہیں) لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وہ اہل قرآن ہیں، وہ اہل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص ہیں۔) اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے۔

اہل قرآن: قرآن کریم کو حفظ کرنے والے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والے۔  
اہل اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے، جس طرح انسان کے اہل انسان کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔

واللہ اعلم